پرچہ II : (انشائیہ طرز)	انٹر (پارٹ-II)	مطالعہ پاکستان (لازمی)
کل نمبر: 40	2017ء (پہلا گروپ)	وقت: 1 گھنٹہ 45 منٹ

(حصہ اوّل)

2- کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) سر سید احمد خاں کی دو کتابوں کے نام لکھیے۔

جواب: سر سید احمد خاں کی دو کتابوں کے نام درجِ ذیل ہیں:

1- خطباتِ احمدیہ 2- رسالہ تہذیب الاخلاق

(ii) قراردادِ پاکستان کے دو بنیادی نکات بیان کیجیے۔

جواب: قراردادِ پاکستان کے دو بنیادی نکات درجِ ذیل ہیں:

1- باہم متصل اکائیوں کی نئے خطوں کی صورت میں حد بندی کی جائے۔ شمال مغرب اور مشرق میں مسلم اکثریت والے علاقوں میں آزاد مسلم مملکتیں قائم کی جائیں۔

2- برِ صغیر کے لیے تقسیم کے علاوہ کسی دوسری سکیم کو منظور نہیں کیا جائے گا۔

(iii) ریاست حیدر آباد دکن پر بھارت نے کیسے قبضہ کیا؟

جواب: اس ریاست کا حکمران "نظام حیدر آباد دکن" مسلمان تھا جبکہ عوام کی اکثریت کا تعلق ہندو اِزم سے تھا۔ نظام مسلمان ہونے کے ناطے چاہتا تھا کہ پاکستان سے الحاق کر لے' لیکن بھارتی حکومت نے سخت دباؤ ڈالا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے بھارت کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے نظام کو مجبور کیا کہ وہ اپنی ریاست کی جغرافیائی حیثیت کو دیکھتے ہوئے بھارت سے الحاق کرے۔ نظام اس پر رضامند نہ ہوا۔ وہ آزاد اور خود مختار ریاست کے قیام کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ بھارت سے الحاق کی دستاویز پر دستخط کرنے کو آمادہ نہیں تھا۔ نظام نے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کو ایک درخواست بھارتی رویہ کے حوالے سے بھیجی۔ ابھی معاملہ زیرِ غور ہی تھا کہ 11 ستمبر 1948ء کو بھارتی افواج نے دکن پر حملہ کر دیا۔ 17 ستمبر 1948ء کو نظام کی افواج نے ہتھیار ڈال دیے اور بھارت نے ریاست پر قبضہ کر لیا۔

(iv) خلیجِ فارس سے ملحقہ دو مسلم ممالک کے نام تحریر کیجیے۔

جواب : خلیجِ فارس سے ملحقہ دو مسلم ممالک کے نام درجِ ذیل ہیں:

1- ایران 2- کویت

(v) خطِ استوا کی تعریف کیجیے۔

جواب : قطب شمالی اور قطب جنوبی کے وسط میں ایسا فرضی خط جو زمین کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرے، اس کو خطِ استوا کہتے ہیں۔

(vi) اخلاقی حقوق سے کیا مراد ہے؟

جواب : اخلاقی حقوق کی اساس کسی معاشرہ میں رائج اخلاقی اقدار پر ہوتی ہے۔ جس قسم کے اخلاقی اقدار کسی معاشرہ میں رائج ہوں گے اسی نوعیت کے اخلاقی حقوق اس معاشرہ کے افراد کو حاصل ہوں گے۔

(vii) مسلمان کی تعریف کیجیے۔

جواب : 1973ء کے آئین میں پہلی دفعہ مسلمان کی تعریف شامل کی گئی۔ جس کی رُو سے توحید، رسالت، قیامت، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی ﷺ تسلیم کرنا لازمی ہے۔

(viii) ڈی سی او کے دو فرائض بیان کیجیے۔

جواب : ڈی سی او کے دو فرائض درجِ ذیل ہیں:

1- ضلع کے تمام محکموں سے رابطہ رکھ کر ان کو قانون کے مطابق چلانا۔

2- ضلع میں مناسب منصوبہ بندی کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ کو مؤثر بنانا۔

(ix) ڈینگی مچھر عموماً کس وقت کاٹتا ہے؟

جواب : ڈینگی مچھر ویسے تو دن میں کسی وقت بھی کاٹ سکتا ہے، لیکن صبح سویرے اور سہ پہر غروبِ آفتاب سے پہلے اس مچھر کے کاٹنے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

-3 کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) گندھارا تہذیب کا مرکز کہاں ہے؟

جواب: راولپنڈی سے پشاور تک کا علاقہ گندھارا کہلاتا ہے۔ اس کا مرکز ٹیکسلا شہر تھا۔ ٹیکسلا راولپنڈی سے 40 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

(ii) انگریز دور میں بلوچی شاعری کے موضوعات کیا تھے؟

جواب: انگریزوں کے دور میں جو بلوچی شاعری تخلیق کی گئی اس میں تصوّف، اخلاقیات اور انگریزوں کے خلاف نفرت کے عنوانات ملتے ہیں۔

(iii) مغلیہ دور کے دو بادشاہوں کے نام لکھیے جو فنِ خطاطی میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔

جواب: مغلیہ دور کے دو بادشاہ، جو فنِ خطاطی میں دلچسپی رکھتے تھے اُن کے نام درج ذیل ہیں:

1- ظہیر الدین بابر 2- اورنگ زیب عالمگیر

(iv) یکساں حقوق کی فراہمی سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی ملک میں تمام افراد کو یکساں حقوق و آزادیاں مہیا کرنا قومی یکجہتی و اتحاد کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اگر ہم پاکستان میں تمام افراد کو بلا امتیاز نسل، مذہب، علاقہ اور صنف کے حقوق اور آزادی مہیا کرتے ہیں تو یہ قومی یکجہتی و اتحاد کے لیے مفید ہوگا۔

(v) 1050ء سے 1350ء کے دوران سندھی ادب کا ارتقا بیان کیجیے۔

جواب: 1050ء سے 1350ء تک کے دور میں ادبی و دینی تخلیقات میں خاص طور پر کام کیا گیا۔ یہ سندھ کی ادبی تاریخ کا ابتدائی دور تسلیم کیا جاتا ہے، جس میں حب الوطنی، عزم، خودداری اور روحانی عقائد کے موضوعات پر لکھا گیا۔ اس دور کی داستان، قصہ، گنان، بیت، سورٹھے، گاتھا اور قابلِ ذکر اصناف ہیں۔ گنان شاعری کا ایک منفرد انداز تھا، جس کو اسماعیلی مبلغین اسلامی عقائد کی تبلیغ کا ذریعہ بناتے تھے۔ انھی مبلغین نے 40 حرفی رسم الخط بھی ایجاد کیا، جسے میمن کی یا خوجکی خط

کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس زمانے میں مختلف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے صوفیا کرام نے بھی سندھی میں شاعری کے ذریعے اسلام کی تعلیمات پھیلائیں۔

(vi) ادائیگیوں کا توازن کیسے دُرست ہوسکتا ہے؟

جواب: ترقی پذیر ممالک کا ادائیگیوں کا توازن عموماً خسارے کا شکار رہتا ہے۔جس کی وجہ سے برآمدات میں کمی اور درآمدات میں اضافہ ہوتا ہے۔اس خسارے کو ختم کر کے ادائیگیوں کا توازن دُرست کیا جانا ضروری ہے لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ بہتر معاشی منصوبہ بندی کر کے درآمدات اور برآمدات میں توازن اور استحکام پیدا کیا جائے۔

(vii) انفارمیشن ٹیکنالوجی کا کیا مطلب ہے؟

جواب: انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مطلب ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے معلومات کو حاصل کرنا، دوسروں تک پہنچانا، ان کا استعمال کرنا، ان پر سوچنا اور ایک نئے طریقے سے لوگوں کے سامنے رکھنا تاکہ زیادہ سے زیادہ معلومات لوگوں تک پہنچ سکیں۔

(viii) دفاعی میدان میں پاکستان اور چین کے درمیان کون کون سے معاہدے ہوئے ہیں؟

جواب: دفاعی میدان میں چین اور پاکستان کے درمیان 1985ء میں کئی معاہدے کیے گئے، جن کے تحت چین نے کامرہ کمپلیکس اور پاکستان واہ آرڈننس فیکٹری کی تعمیر میں پاکستان کی مدد کی اور اسی طرح صوبہ خیبر پختونخوا میں ہیوی الیکٹریکل کمپلیکس کی تعمیر کے لیے 273 ملین روپے مہیا کیے۔

(ix) فی کس آمدنی سے کیا مراد ہے؟

جواب: جب کسی ملک کی قومی آمدنی کو ملکی آبادی سے تقسیم کر دیا جائے تو فی کس آمدنی حاصل ہوتی ہے۔عوام کے معیارِ زندگی کا دارومدار فی کس آمدنی پر ہوتا ہے۔اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے تو ملک معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔اگر فی کس آمدنی کم ہو جائے تو معاشی ترقی کی رفتار بھی متاثر ہوگی۔چنانچہ معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے فی کس آمدنی کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(حصہ دوم)

نوٹ: مندرجہ ذیل سوالات میں سے صرف دو (2) کے جوابات لکھیے۔

سوال :4- سرسید احمد خاں کی تعلیمی خدمات پر روشنی ڈالیے۔ (8)

جواب :

سرسید احمد خاں کی تعلیمی خدمات

سرسید کا نقطۂ نظر تھا کہ مسلم قوم کی ترقی کی راہ تعلیم کی مدد سے ہی ہموار کی جا سکتی ہے۔ انھوں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ جدید تعلیم حاصل کریں اور دوسری اقوام کے شانہ بہ شانہ آگے بڑھیں۔ انھوں نے محض مشورہ ہی نہیں دیا بلکہ مسلمانوں کے لیے جدید علوم کے حصول کی سہولتیں بھی فراہم کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ انھوں نے سائنس، جدید ادب اور معاشرتی علوم کی طرف مسلمانوں کو راغب کیا۔ انھوں نے انگریزی تعلیم کو مسلمانوں کی کامیابی کے لیے زینہ قرار دیا تاکہ وہ ہندوؤں کے مساوی معاشرتی و معاشی درجہ حاصل کر سکیں۔

1- مراد آباد اور غازی پور میں مدرسوں کا قیام:

1959ء میں سرسید نے مراد آباد اور 1862ء میں غازی پور میں مدرسے قائم کیے۔ ان مدرسوں میں فارسی کے علاوہ انگریزی زبان اور جدید علوم پڑھانے کا بندوبست بھی کیا گیا۔

2- علی گڑھ میں تعلیمی ادارے کا قیام:

1875ء میں انھوں نے علی گڑھ میں ایم۔اے۔او ہائی سکول کی بنیاد رکھی، جو بعد ازاں ایم۔اے۔او کالج اور آپ کی وفات کے بعد 1920ء میں یونیورسٹی کا درجہ اختیار کر گیا۔ ان اداروں میں انھوں نے آرچ بولڈ، آرنلڈ اور موریسن جیسے انگریز اساتذہ کی خدمات حاصل کیں۔

3- سائنٹیفک سوسائٹی کا قیام:

1863ء میں غازی پور میں سرسید نے سائنٹیفک سوسائٹی کے نام سے ایک ادارہ بنایا۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد مغربی زبانوں میں لکھی گئی کتب کے اُردو زبان میں تراجم کرانا تھا۔ بعد ازاں 1876ء میں سوسائٹی کے دفاتر علی گڑھ منتقل کر دیے گئے۔ سرسید نے نئی نسل کو انگریزی زبان سیکھنے کی ترغیب دی تاکہ وہ جدید مغربی علوم سے بہرہ ور ہو سکے۔ یوں دیکھتے ہی دیکھتے

مغربی ادب، سائنس اور دیگر علوم کا بہت سا سرمایہ اُردو زبان میں منتقل ہوگیا۔ سوسائٹی کی خدمات کی بدولت اُردو زبان کو بہت ترقی نصیب ہوئی۔

4- محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا قیام:

1886ء میں سرسید نے "محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس" کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد رکھی۔ مسلم قوم کی تعلیمی ضرورتوں کے لیے رقوم کی فراہمی میں اس ادارے نے بڑی مدد دی اور کانفرنس کی کارکردگی سے متاثر ہوکر مختلف شخصیات نے اپنے اپنے علاقوں میں تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ لاہور میں اسلامیہ کالج، کراچی میں سندھ مسلم مدرسہ، پشاور میں اسلامیہ کالج اور کانپور میں حلیم کالج کی بنیاد پڑی۔ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مسلمانوں کے سیاسی، ثقافتی، معاشی اور معاشرتی حقوق کے تحفظ کے لیے بھی کوشاں رہی۔

سوال :5- قدیم وادیٔ سندھ کی ثقافت کی خصوصیات بیان کیجیے۔ (8)

جواب :

قدیم وادیٔ سندھ کی ثقافت کی خصوصیات

1- تعمیرات:

وادیٔ سندھ کی قدیم تہذیب شہری تھی۔ موہنجوداڑو اور ہڑپہ ہم عصر شہر تھے اور دونوں میں بہت سی ملتی جلتی خصوصیات تھیں۔ دونوں رقبے کے لحاظ سے بڑے اور کافی گنجان آباد تھے۔ فنِ تعمیر قابلِ تعریف تھا۔ شہروں کو باقاعدہ بازاروں، گلیوں اور محلوں کی صورت میں بسایا گیا تھا۔ گھروں میں پانی کی نکاسی کا عمدہ بندوبست تھا۔ پکی نالیاں تھیں، جو اوپر سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ گھر کشادہ اور ہوادار تھے۔ پختہ اور کچی دونوں اقسام کی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں۔ سڑکیں اور گلیاں چوڑی اور سیدھی تھیں۔ گھروں کے اندر غسل خانے تھے اور محلے میں حمام بنائے گئے تھے۔ عمارتوں کے فرش پختہ اینٹوں کے بنے ہوئے تھے۔ تعمیرات کا عمدہ اور پختہ ذوق ہر جگہ جھلکتا نظر آتا ہے۔ ہڑپہ یا موہنجوداڑو جائیں تو آثارِ قدیمہ دیکھ کر انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے کہ کھدائی کے بعد گلیاں اور بازار، مکانات اور دیگر عمارتیں باہر نکل آئی ہیں، جو پانچ ہزار سال پہلے کے باسیوں کے ذوق اور شعور کا پتہ دیتی ہیں۔ کنوئیں بھی دریافت ہوئے جن سے پانی کی بہم رسانی

کے انتظام کا پتہ چلتا ہے۔ گھروں کے نیچے تہ خانے بھی بنائے جاتے تھے تا کہ موسم کی شدت سے بچا جا سکے۔ تہ خانہ میں روشنی اور ہوا کے گزر کا اہتمام بھی موجود تھا۔ یقیناً قدیم تہذیب فنِ تعمیر کے حوالے سے بہت ترقی یافتہ تھی۔

2- لباس وزیورات:

کپاس بونے اور کپڑا تیار کرنے کے بھی شواہد ملے ہیں۔ قدیم تہذیب سے وابستہ لوگ روئی اور کپڑے کے استعمال سے پوری طرح آشنا تھے۔ بعض بت اور مجسمے جو کھدائی کے بعد دریافت ہوئے' لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ شال اوڑھنے اور سلا ہوا لباس پہننے کے ثبوت بھی ملے ہیں۔ ایسے اوزار بھی ملے ہیں' جن سے روئی کاتی جاتی تھی۔ سلائی اور کڑھائی کے فن سے اُس دور کے لوگوں کے فیشن اور شوق کا پتہ چلتا ہے۔ خواتین لہنگا اور چادر استعمال کرتی تھیں۔

خواتین میں زیورات کا استعمال عام تھا۔ کھدائی کے بعد کئی قسموں کے زیورات ملے ہیں مثلاً ہار' بالیاں' انگوٹھیاں اور چوڑیاں وغیرہ۔ جواہرات کا استعمال بھی کیا جاتا تھا جو غالباً وسط ایشیا سے منگوائے جاتے تھے۔ ہاتھی کے دانت سے زیورات بنانے کا رواج بھی تھا۔

3- کھلونے:

بچوں کے لیے کھلونے تیار کیے جاتے تھے جو عموماً مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ گھوڑے اور رتھ کی طرح کے کھلونے بھی کھدائی کے بعد ملے ہیں۔ رتھ سے ثابت ہوا کہ قدیم لوگ پہیے کے استعمال سے آشنا تھے۔ کھلونوں کی موجودگی سے معاشرتی زندگی میں خاندان اور بچوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

4- روزمرہ کی گھریلو اشیا:

قدیم باشندے کانسی' تانبے اور ہاتھی دانت کے استعمال سے واقف تھے' البتہ لوہے کے بارے میں اُن کے علم کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔ گھر میں استعمال ہونے والے برتن تانبے اور کانسی کے بنائے جاتے تھے' لیکن زیادہ تر برتن عام مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ مٹی کے پیالے' گھڑے' تھالیاں' مٹکے اور دیگر ظروف بڑی تعداد میں کھدائی کے بعد نکالے گئے۔ ہاتھی دانت اور جانوروں کی ہڈیوں سے بنی اشیا بھی ملی ہیں۔ یہ اشیا آج بھی ہڑپہ اور موہنجوداڑو کے عجائب

گھروں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ طلبا و طالبات ان کا مشاہدہ کر کے وادیٔ سندھ کی قدیم تہذیب کے بارے میں بڑی قیمتی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

5- جنگی ہتھیار:

وادیٔ سندھ کے قدیم باشندے تلوار، نیزے، بھالے، تیر کمان، کلہاڑی، خنجر، آری، چاقو جیسے جنگی آلات سے آگاہ تھے۔ یہ ہتھیار زیادہ تعداد میں دریافت نہیں ہوئے اور کوئی بھی ہتھیار لوہے کا بنا ہوا نہیں تھا۔ کانسی اور تانبے کے ہتھیاروں سے جنگ کی جاتی تھی۔ جنگی اُمور میں وہ لوگ زیادہ ترقی یافتہ نہ تھے۔ اس سے اُن کے امن پسند ہونے کا بھی پتہ ملتا ہے۔ وہ لوگ جنگوں میں رتھ کا استعمال بھی کرتے تھے۔

6- تجارت:

اندازہ لگایا گیا ہے کہ وادیٔ سندھ کے قدیم باشندوں کے تجارتی تعلقات دور دراز کے علاقوں میں رہنے والے لوگوں سے تھے۔ وہ اپنی اشیا انھیں بھیجتے اور اُن کے ہاں ملنے والی اشیا درآمد کرتے تھے۔ تانبا، کانسی، ٹین اور چاندی کے استعمال سے وہ لوگ واقف تھے، لیکن یہ اشیا وادیٔ سندھ میں مہیا نہیں تھیں۔ ظاہر ہے کہ وہ باہر سے منگواتے ہوں گے۔ افغانستان، وسط ایشیا، ایران اور خراسان کے علاقوں میں بسنے والے لوگوں سے اُن کا لین دین تھا۔ کھدائی میں ملنے والی اشیا میں جواہرات بھی ملے ہیں، نیز کئی اقسام کے زیورات کا بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ چیزیں بھی وہ دوسرے علاقوں سے حاصل کرتے تھے۔ ماہرین نے ان ہی حقائق کی بنیاد پر اندازہ لگایا ہے کہ وہ تجارت سے بخوبی آگاہ تھے اور اپنی وادی سے باہر کا تجارتی سفر بھی کرتے رہتے تھے۔

7- اعتقادات:

کھدائی کی گئی تو بت برآمد ہوئے۔ بتوں کی وجہ سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ بت پرست تھے۔ پتھروں اور دھاتوں کے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کا بھی رواج تھا۔ وہ اپنے مردہ افراد کو زمین میں دفن کرتے تھے۔ مشترکہ طور پر عبادت کرنے کے لیے مخصوص عمارتیں بنائی گئی تھیں۔

8- جانور:

مچھلی، بھینس، خرگوش، سانپ، ہاتھی، گینڈے اور شیر سمیت کچھ جانور اُس دور میں پائے جاتے ہیں، کیونکہ ان جانوروں کی شکلیں دیواروں اور مختلف مہروں پر بنائی گئی تھیں۔ پتھر اور تانبے کی بنی ہوئی مہروں پر جانوروں کی تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ ان جانوروں کی موجودگی سے آگاہ تھے اور اپنی روزمرہ زندگی میں ان کا استعمال کرتے تھے۔ مچھلی، شیر اور گینڈے کی موجودگی ظاہر کرتی ہے کہ وہ شکار سے بھی رغبت رکھتے تھے۔

9- خوراک:

جَو، گندم، مچھلی اور کھجور اُن کی خوراک تھی۔ وہ کھیتی باڑی سے کافی حد تک آگاہ تھے۔ جَو، گندم اور کپاس بوتے تھے۔ کھجور کی گٹھلیاں بھی کھدائی میں دستیاب ہوئی ہیں اور مچھلی پکڑنے کا سامان بھی ملا ہے، جس سے ان لوگوں کی خوراک کا پتہ چلتا ہے۔ اناج کے گوداموں کی تعمیر کا سراغ بھی موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی کھدائی کے بعد ملا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ بہت ترقی یافتہ اور مہذب تھے۔

سوال 6: خارجہ پالیسی سے کیا مراد ہے؟ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اُصولوں کی وضاحت کیجیے۔ (8)

جواب: خارجہ پالیسی کی تعریف:

خارجہ پالیسی بیرونی ممالک سے تعلقات قائم کرنے، ان کو فروغ دینے اور قومی مفاد کے حصول کے لیے بین الاقوامی سطح پر مناسب اقدامات اُٹھانے کا نام ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول

پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد درجِ ذیل بنیادی اُصولوں پر رکھی گئی ہے:

1- پُرامن بقائے باہمی:

پاکستان پُرامن بقائے باہمی پر یقین رکھتا ہے اور دوسروں کی آزادی، خودمختاری اور اقتدارِ اعلیٰ کا احترام کرتا ہے نیز دوسرے ممالک سے بھی یہی توقع رکھتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ دوسروں کے اندرونی معاملات میں عدم دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ استعماریت اور جارحیت کا ہر شکل میں

مخالف رہا ہے۔

2- غیر جانبداریت:

پاکستان نے اپنی خارجہ پالیسی میں نمایاں تبدیلی کرتے ہوئے غیر جانبداریت کی پالیسی اپنائی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی بلاک کے ساتھ خود کو وابستہ نہ کیا جائے اور تمام ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات مستحکم کیے جائیں۔ پاکستان اب غیر وابستہ ممالک کی تنظیم (N.A.M) کا باقاعدہ رُکن بھی بن چکا ہے۔

3- دوطرفہ تعلقات:

پاکستان دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر تمام ممالک کے ساتھ روابط بڑھانا چاہتا ہے اور اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ بھی دوطرفہ تعلقات کی بنیاد پر اپنے جھگڑے پُرامن طریقے سے طے کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے پاکستان نے ہندوستان کو کشمیر کے مسئلہ کے حل کے لیے کئی دفعہ مذاکرات کی پیشکش کی ہے۔

4- اقوامِ متحدہ کے چارٹر پر عمل:

پاکستان اقوامِ متحدہ کے چارٹر سے مکمل اتفاق رکھتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا سختی سے پابند ہے۔ اس لیے اس نے ہمیشہ اقوامِ متحدہ کے تمام اقدامات کی مکمل حمایت کی ہے اور اس کے فیصلوں پر عمل درآمد کرنے کے لیے فوجی معاونت بھی کی ہے۔

5- حقِ خود ارادیت کی حمایت:

پاکستان محکوم اقوام کے حقِ خود ارادیت کی حمایت کرتا ہے۔ اس کا موقف ہے کہ ہر قوم کو اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق ہونا چاہیے۔ پاکستان نے نو آبادیت کے خاتمہ کے مطالبے نیز ایشیا، افریقہ اور یورپ میں حقِ خود ارادیت کی تمام تحریکوں کی بھرپور حمایت کی ہے۔ پاکستان نے کشمیر، فلسطین، بوسنیا، نمیبیا اور ویت نام کی جدوجہدِ آزادی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

6- عالمِ اسلام کا اتحاد:

پاکستان عالمِ اسلام کے اتحاد کا حامی ہے اور اسلامی ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات قائم رکھنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ اسلامی دنیا میں اختلاف کی صورت میں پاکستان ہمیشہ پیش پیش رہا

ہے۔ ایران عراق جنگ ہو' کویت عراق تنازعہ ہو' مشرقِ وسطیٰ کا مسئلہ ہو' یا افغانستان کی آزادی کا مسئلہ ہو پاکستان نے ہمیشہ مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ یہ اسلامی ممالک کی تنظیم (O.I.C) کا سرگرم رُکن ہے۔ پاکستان نے اقتصادی تعاون کی تنظیم (E.C.O) کو قائم کر کے وسطی ایشیا کے مسلم ممالک کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونے کا موقع فراہم کیا ہے تاکہ اپنی اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ باہمی تعاون و اتحاد بھی قائم کر سکیں۔

7- تخفیفِ اسلحہ کی حمایت:

پاکستان تخفیفِ اسلحہ کا حامی ہے اور اس نے ان تمام بین الاقوامی کوششوں کی حمایت کی ہے' جو تخفیفِ اسلحہ کے لیے کی گئی ہیں۔ پاکستان از خود اسلحہ کی دوڑ میں بھی شامل نہیں ہوا۔ وہ ایٹمی توانائی کو پُرامن مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے حق میں ہے اور دنیا میں ایٹمی جنگ کے خطرات کے سدِّ باب کے لیے ہر وقت تیار ہے۔

8- نسلی امتیاز کا خاتمہ:

پاکستان نسلی امتیاز کا خاتمہ چاہتا ہے۔ ماضی میں بھی پاکستان نے جنوبی افریقہ' نمیبیا اور روڈیشیا میں سیاہ فام لوگوں کے ساتھ نسلی امتیاز پر آواز اُٹھائی اور نسلی امتیاز کے خاتمہ کے لیے ان کی حمایت کی۔

9- امن و آشتی کا فروغ:

پاکستان دنیا میں امن و آشتی کا فروغ چاہتا ہے۔ پاکستان نے ہمیشہ سامراجی طاقتوں کے خلاف آواز اُٹھائی ہے۔ مظلوم و مغلوب اقوام کی حمایت کی ہے اور سامراجی قوتوں کے خلاف برسرِ پیکار رہا ہے۔

10- ہمسایہ ممالک سے تعلقات:

پاکستان اپنے تمام ہمسایہ ممالک بشمول ہندوستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کا حامی ہے۔ اس لیے پاکستان ہندوستان کے ساتھ تمام تنازعات بشمول کشمیر مذاکرات کے ذریعے پُرامن طریقے سے حل کرنا چاہتا ہے۔